آیاتہا ۶۰ ﴿ سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۱ ﴾ رکوعاتہا ۳

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ ذاریات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابوالمتوکل ناجی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے ظہر کی نماز میں قاف اور ذاریات کی قرأت کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۙ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۙ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ؕ﴿۹﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ﴿۱۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾

"قسم ہے ان ہواؤں کی جو اڑا کر بکھیر نے والیاں ہیں۔ پھر ان بادلوں کی جو (بارش کا) بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ پھر کشتیوں کی جو آہستہ چلنے والیاں ہیں۔ پھر فرشتوں کی جو حکم (الٰہی) سے بانٹنے والے ہیں! بے شک جو وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ سچا ہے۔ اور یقیناً جزاء وسزا کا دن ضرور آئے گا۔ قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔ بے شک تم مختلف (بے ربط) باتوں میں پڑے ہو۔ منہ پھیرے ہے اس (قرآن) سے جس کا منہ ازل سے ہی پھیر دیا گیا ہے۔ ستیاناس ہو اٹکل پچو باتیں بنانے والوں کا۔ جو غفلت (کے نشہ) میں بے سدھ پڑے ہیں۔ وہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

پوچھتے ہیں روز جزا کب آئے گا۔ یہ اس دن ہوگا جب وہ آگ پر تپائے جائیں گے۔ اپنی سزا کا مزہ چکھو۔ یہی ہے وہ جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔ البتہ اللہ سے ڈرنے والے (اس روز) باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ (بصد شکریہ) لے رہے ہوں گے جو ان کا رب انہیں بخشے گا۔ بے شک یہ لوگ اس سے پہلے بھی نیکوکار تھے۔ یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ اور سحری کے وقت (اپنی خطاؤں کی) بخشش طلب کرتے تھے۔ اور ان کے اموال میں حق تھا سائل کے لیے اور محروم کے لیے''۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، حارث بن ابی اسامہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے مصاحف میں، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی اسناد سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا۝ سے مراد ہوائیں ہیں۔ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۝ سے مراد بادل ہیں۔ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا۝ سے مراد کشتیاں ہیں۔ اور فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا۝ سے مراد ملائکہ ہیں۔ (1)

امام بزار، دار قطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبیغ تمیمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی: مجھے ان آیات کی تفسیر بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا۝ یہ ہوائیں ہیں۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح فرماتے نہ سنتا تو میں یہ نہ کہتا۔ پھر اس نے عرض کی فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۝ کا مفہوم بتائیے، تو آپ نے فرمایا اس سے مراد بادل ہیں۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کہتے نہ سنتا تو میں یہ نہ کہتا۔ پھر اس نے عرض کی: مجھے فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا۝ کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد کشتیاں ہیں۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح فرماتے نہ سنتا تو میں یہ نہ کہتا۔ پھر اس نے کہا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا۝ کے بارے وضاحت فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا: ان سے مراد ملائکہ ہیں۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح فرماتے نہ سنتا تو میں اس طرح نہ کہتا۔ پھر آپ نے اسے سو درے لگانے کا حکم دیا اور گھر میں رکھا۔ پھر جب وہ تندرست ہو گیا تو اسے بلایا اور اسے دوسری بار سو درے لگائے اور اسے اونٹ پر سوار کیا۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجا کہ لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے سے روک دو۔ پس وہ اسی طرح کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور شدید قسم کھا کر کہا: جو کچھ وہ پہلے پاتا تھا اس میں سے کوئی شے بھی اپنے دل میں نہیں پاتا۔ چنانچہ آپ نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب لکھ بھیجی۔ تو آپ نے جواباً لکھا کہ فراست و دانائی سے اس کا پتہ لگا لو کہ اس نے سچ کہا ہے اور پھر لوگوں ساتھ اس کے ساتھ مجالست کی اجازت دے دو۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت صبیغ تمیمی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا۝، وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ (المرسلات) اور وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۝ (النازعات) کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے اسے فرمایا: اپنا سر ننگا کر، تو آپ نے دیکھا اس کی دو مینڈھیاں ہیں، تو آپ نے فرمایا اگر میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 18-216، دار احیاء التراث العربی بیروت

تجھے پاتا کہ تو سر کا حلق (ٹنڈ) کرائے ہوئے ہے تو میں بالیقین تیری گردن مار دیتا۔ پھر آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ کوئی مسلمان اس کی مجلس اختیار نہ کرے اور نہ اس سے کلام کرے۔

امام فریابی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیات کے بارے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ۙ ہوائیں ہیں۔ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ بادل ہیں۔ اور فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا ۙ کشتیاں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ۙ کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔(1)

امام ابوداؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ وہ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز (نوافل) پڑھتے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ آیت بھی ہے۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ (السجدۃ:16)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ عشاء کی نماز سے پہلے سوتے نہیں ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا (یہ اس وقت تھا) جب کہ انہیں رات کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ پس دو ماہ وہ اسی حکم پر برقرار رہے۔ پھر رخصت کا حکم نازل ہوا۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ (المزمل:20) (پڑھ لیا کرو اس سے جتنا تمہارے لیے آسان ہو)(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے لوگوں میں سے بہت کم لوگ تھے جو یہ عمل کرتے تھے جب کہ یہ وہاں تھے۔(4)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ متقین لوگ ہیں اور یہ عام لوگوں کی نسبت بہت قلیل ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کَانُوْا قَلِیْلًا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ محسنین بہت کم ہیں۔ یہ دراصل محسنین کی تفصیل ہے اور اس کے بعد نیا کلام ہے۔ اور فرمایا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ۙ اس میں ہجوع سے مراد نیند ہے۔(6)

ابن ابی شیبہ اور ابن نصر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ لوگ ساری رات نہیں سوتے تھے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 233، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 230

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون، جلد 2، صفحہ 47 (6300)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 232

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 47 (6303-08)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 233

7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 47 (6306)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ لوگ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔ اور مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں: قلیل ہی کوئی رات ہے جس میں وہ مصیبت میں نہیں پڑتے تھے۔ اور محمد بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں یہ لوگ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حسن کی سند سے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے یہ لوگ تھوڑا سوتے تھے پھر انہوں نے نیند کو سحری تک پھیلا لیا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کے آخری حصہ میں تہجد پڑھنا میرے نزدیک اول حصے کی نسبت زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ میں يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ بمعنی یصلون ہے۔ یعنی یہ لوگ سحری کے وقت نماز (تہجد) پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن نصر، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم نماز پڑھو اور جب سحری کا وقت ہو تو استغفار کرو (اور بخشش طلب کرو)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ کی تفسیر میں فرمایا ہے: اور ان کے اموال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق تھا جس کے سبب وہ صلہ رحمی کرتے یا مہمان کی مہمان نوازی کرتے یا جس کے سبب محروم کی معاونت کرتے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ان کے اموال میں زکوٰۃ کے سوا حق تھا۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ لوگ اپنے مالوں میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق دیکھتے تھے۔ (4)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سائل اور محروم کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: سائل وہ ہے جو لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے اور محروم وہ ہے جس کے لیے مسلمانوں میں کوئی حصہ مقرر نہیں۔ (5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 47 (6301)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (6299)
3۔ ایضاً، باب من قال فی المال حق سوی الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 411 (10524)
4۔ ایضاً (10523)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 235، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریہ بھیجا۔ انہوں نے حملہ کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ تو ان کے فارغ ہونے کے بعد ایک قوم آئی اور یہ آیت نازل ہوئی: وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ⑲۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ محروم وہ پھوٹی قسمت والا انسان ہے جو دنیا کو طلب کرتا ہے اور وہ اس سے دور ہٹ جاتی ہے۔ اور وہ لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتا، تو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محروم کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: ایسا پھوٹی قسمت والا آدمی جس کی کمائی آسانی اور سہولت اس کے لیے مہیا نہ کرے (یعنی وہ تنگ دست ہی باقی رہے)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے محروم وہ پھوٹی قسمت والا انسان ہے جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہ ہو۔ (1)

ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محروم وہ ہے جس کے لیے مال غنیمت میں کوئی شے نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یمامہ کا رہنے والا آدمی تھا۔ سیلاب آیا اور وہ اس کا مال بہا کر لے گیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا: یہ محروم ہے۔ پس تم اسے دو۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سائل وہ ہے جو ہاتھ پھیلا کر سوال کرتا ہے اور محروم وہ ہے جو اس طرح مانگنے سے باز رہتا ہے (بلکہ اسے غیر مستحسن سمجھتا ہے)۔ (2)

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے کہا: محروم وہ ہے جس کی قسمت اس کا ساتھ نہ دے۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ محروم وہ پھوٹی قسمت والا آدمی ہے جس کے لیے مال ثابت نہ ہو۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ محروم وہ ہے جس کا مال قضائے الٰہی میں نہیں بڑھتا۔

امام عبد بن حمید نے عامر سے بیان کیا ہے کہ محروم وہ ہے جس کی قسمت پھوٹی ہو۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ (الواقعہ) فرمایا: تمہارے پھل ضائع ہوگئے اور وہ اپنی زمین کی برکت سے محروم ہو گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت فزعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: ایک زکوٰۃ ہے اور اس کے سوا سب حقوق ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سائل وہ ہے جو اپنا ہاتھ پھیلا کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 235، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 237

سوال کرتا ہے اور محروم پھوٹی قسمت والا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے میں یہ جاننے کی کوشش کرتا رہا کہ محروم کون ہے اور اس نے مجھے تھکا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو البشر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے محروم کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے اس کے بارے کچھ بھی نہ کہا۔ پھر میں نے حضرت عطاء سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: محروم سے مراد محدود ہے اور ان کا خیال یہ ہے کہ محدود وہ ہوتا ہے جس کی قسمت پھوٹی ہو۔(1)

امام ابن جریر، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہوتا جس کے پاس ایک، دو کھجوریں ہوں اور نہ ہی وہ ہوتا ہے جس کے پاس کھانے کے ایک، دو لقمے ہوں۔ تو لوگوں نے عرض کی: پھر مسکین کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین وہ ہوتا ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسے غنی کر دے اور نہ اس کا مکان معلوم ہو۔ سو اس پر صدقہ کیا جائے گا اور وہی محروم ہے۔(2)

امام عسکری نے المواعظ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! قیامت کا دن فقراء کی نسبت اغنیا کے لیے باعث ہلاکت و افسوس ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! انہوں نے ہمارے ساتھ ہمارے ان حقوق میں زیادتی کی ہے جو ہمارے لیے ان پر فرض کیے گئے تھے۔ تو رب کریم ارشاد فرمائے گا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے! میں ضرور بر ضرور تمہیں قریب کروں گا اور انہیں یقیناً دور ہٹا دوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ⑲۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے پوچھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مال میں زکوٰۃ کے سوا حق ہے۔ اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ (بقرہ: 177) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ⑳ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ㉑ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ㉒ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ㉓ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ㉔ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 236، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 237 (عن الزہری)

مُّنۡكَرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهۡلِهٖ فَجَآءَ بِعِجۡلٍ سَمِيۡنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيۡهِمۡ
قَالَ اَلَا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ؕ وَبَشَّرُوۡهُ
بِغُلٰمٍ عَلِيۡمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقۡبَلَتِ امۡرَاَتُهٗ فِىۡ صَرَّةٍ فَصَكَّتۡ وَجۡهَهَا وَقَالَتۡ
عَجُوۡزٌ عَقِيۡمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوۡا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡحَكِيۡمُ
الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَمَا خَطۡبُكُمۡ اَيُّهَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوۡۤا اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰى
قَوۡمٍ مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرۡسِلَ عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ طِيۡنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً
عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُسۡرِفِيۡنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخۡرَجۡنَا مَنۡ كَانَ فِيۡهَا مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳۵﴾
فَمَا وَجَدۡنَا فِيۡهَا غَيۡرَ بَيۡتٍ مِّنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكۡنَا فِيۡهَاۤ اٰيَةً لِّلَّذِيۡنَ
يَخَافُوۡنَ الۡعَذَابَ الۡاَلِيۡمَ ﴿۳۷﴾ وَفِىۡ مُوۡسٰۤى اِذۡ اَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ
بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكۡنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذۡنٰهُ وَ
جُنُوۡدَهٗ فَنَبَذۡنٰهُمۡ فِى الۡيَمِّ وَهُوَ مُلِيۡمٌ ﴿۴۰﴾

"اور زمین میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اہل یقین کے لیے۔ اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔ اور آسمان میں ہے تمہارا رزق اور وہ ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی یہ حق ہے (بعینہ اسی طرح) جس طرح تم باتیں کر رہے ہو۔ (اے حبیب!) کیا پہنچی ہے آپ کو خبر ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو (دل ہی دل میں سوچا) بالکل انجان لوگ ہیں۔ پس چپکے سے اپنے اہل خانہ کی طرف گئے اور ایک (بھنا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا لے آئے۔ لا کر ان کے قریب رکھ دیا۔ فرمایا کھاتے کیوں نہیں۔ پس دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے۔ وہ بولے ڈریئے نہیں۔ اور انہوں نے بشارت دی آپ کو ایک صاحب علم بیٹے کی۔ پس آئی آپ کی بیوی چیں بجبیں ہو کر اور (فرط حیرت سے) طمانچہ دے مارا اپنے چہرے پر اور بولی (میں) بوڑھی (میں) بانجھ (کیا میرے) ہاں بچہ ہوگا!)۔ انہوں نے کہا ایسا ہی تیرے رب نے فرمایا ہے۔ بے شک وہی بڑا دانا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ آپ نے پوچھا تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے اے فرشتو! وہ بولے ہم بھیجے گئے ہیں ایک قوم کی طرف جو جرائم پیشہ ہے۔ تاکہ ہم برسائیں ان پر کارے کے

بنے ہوئے پتھر (کھنگر)۔ جن پر نشان لگے ہیں آپ کے رب کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لیے۔ (نزول عذاب سے پہلے) ہم نے نکال لیا وہاں کے تمام ایمانداروں کو۔ پس نہ پایا ہم نے اس (ساری) بستی میں بجز ایک مسلم گھر کے۔ اور ہم نے باقی رہنے دی وہاں ایک نشانی ان لوگوں (کی عبرت پذیری) کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور (داستان) موسیٰ میں بھی نشانی ہے جب ہم نے انہیں بھیجا فرعون کی طرف ایک روشن دلیل دے کر۔ پس اس نے روگردانی کی اپنی قوت کے بل بوتے پر اور کہنے لگا یہ شخص جادوگر ہے یا دیوانہ۔ تو ہم نے اس کو اس کے لشکر سمیت پکڑا اور انہیں سمندر میں پھینک دیا اور وہ قابل ملامت بن گیا"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿٢٠﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: زمین میں معتبر نشانیاں ہیں اس کے لیے جو ان کا اعتبار کرے۔ وَفِي أَنفُسِكُمْ اور اس کی مخلوق میں بھی معتبر نشانیاں ہیں جب کوئی اس میں غور و فکر کرے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور و فکر کی تو اس نے جان لیا کہ اس کے مفاصل (جوڑوں) کو عبادت کے لیے نرم و ملائم کر دیا گیا ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾ کے تحت انہوں نے فرمایا (کیا تمہیں اپنے وجود میں) چھوٹے اور بڑے پیشاب کا راستہ نظر نہیں آتا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے (کیا تمہیں وہ راستہ نظر نہیں آتا) جس میں تمہارا کھانا داخل ہوتا ہے اور جس سے خارج ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کیا تمہیں بول و براز کا راستہ نظر نہیں آتا۔

امام ابن نقور اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿٢٢﴾ کے بارے حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد بارش ہے۔ (3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بالیقین برف کو پہچانتا ہوں اور میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد میں برف مراد ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 239، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، فصل فی تفسیر القرآن، جلد 4، صفحہ 407 (7183)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ میں رزق سے مراد بارش ہے اور وَ مَا تُوْعَدُوْنَ (اور وہ ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے) اس سے مراد جنت اور دوزخ ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت آسمان میں ہے اور خیر و شر میں سے ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ الآیہ کے تحت انہوں نے فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان اقوام کو قتل اور تباہ و برباد کرے جن کے لیے ان کے رب نے قسم کھائی پھر انہوں نے تصدیق نہ کی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے قول باری تعالیٰ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ کے تحت فرمایا: یہ ہر اس شے کے بارے میں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں فرمایا۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا آپ کو اس خدمت کی خبر پہنچی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بذات خود اپنے معزز مہمانوں کی کی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچھڑے کے ساتھ ان کی مہمان نوازی کی۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عام مال بیل اور گائیں تھیں۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ میں غلام سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ کا معنی ہے اور آپ کی بیوی چیختی چلاتی آئی۔ فَصَكَّتْ اور اپنے چہرے پر طمانچہ دے مارا۔(8)

سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ فِيْ صَرَّةٍ کا معنی صیحۃ خوبصورتی ہے اور فَصَكَّتْ وَجْهَهَا کا معنی ہے کہ اس نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر دے مارا۔ اور کہا ہائے افسوس، ہائے ہلاکت۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 41-240، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 241 3۔ ایضاً
4۔ شعب الایمان، باب فی اکرام الضیف، جلد 7، صفحہ 102 (9636)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 243 6۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 243 7۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 244
8۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 45-244 9۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 245

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سے عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ ۔ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ اور ''عذاب یوم عقیم'' کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے یہ جواب دیا کہ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ وہ ہوتی ہے جس کی اولاد نہ ہو اور الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ ایسی ہوا ہے جس میں برکت اور منفعت نہ ہو اور نہ عمل لقاح (نر اور مادہ درختوں کے اجزاء کو آپس میں ملانے) کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اور رہا عذاب یوم عقیم تو اس سے مراد وہ دن ہے جس کے لیے کوئی رات نہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ کے ضمن میں فرمایا کہ الْمُسْلِمِيْنَ سے مراد حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کی دو بیٹیاں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تیرہ افراد تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس میں اس سے زیادہ ہوتے تو بالیقین اللہ تعالیٰ انہیں نجات عطا فرماتا۔ تاکہ وہ جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان محفوظ ہے۔ اس کا اپنے اہل پر کوئی حرج اور نقصان نہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَتَرَكْنَا فِيْهَا اٰيَةً کے تحت انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس میں واضح اور ظاہر چٹانیں چھوڑ دیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ کا معنی ہے پس اس نے اپنی قوم کے ساتھ روگردانی کی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ معنی یہ ہے پس اس نے اپنی قوت اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ روگردانی کی۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ کے تحت فرمایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں قابل ملامت بن گیا۔(4)

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 7 3۔ ایضاً 4۔ جلد 27، صفحہ 8

لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ
خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ
نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾ ۚ وَ لَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ
مُّبِیْنٌ ﴿۵۱﴾ ۚ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا
سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ ۚ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾

''اور (قصہ) عاد میں بھی نشان عبرت ہے جب ہم نے ان پر آندھی بھیجی جو خیر و برکت سے خالی تھی۔ نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو جس پر گزرتی مگر اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔ اور (واقعہ) ثمود میں بھی نشانی ہے جب انہیں کہہ دیا گیا کہ لطف اٹھالو ایک وقت تک۔ پس انہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے تو پکڑ لیا انہیں ایک خوفناک کڑک نے درآنحالیکہ وہ دیکھ رہے تھے۔ پھر ان میں نہ اٹھنے کی صلاحیت رہی اور نہ وہ (ہم سے) انتقام لے سکے۔ اور قوم نوح کا اس سے پہلے (یہی حشر ہوا) بے شک وہ لوگ بھی (پرلے درجے کے) نافرمان تھے۔ اور ہم نے آسمان کو (قدرت کے) ہاتھوں سے بنایا اور ہم نے ہی اس کو وسیع کر دیا۔ اور زمین کا ہم نے فرش بچھا دیا پس ہم کتنے اچھے (فرش) بچھانے والے ہیں۔ اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے تاکہ تم غور وفکر کرو۔ پس دوڑو اللہ کی طرف (اور اس کی پناہ لے لو) بے شک میں تمہیں اس (کے غضب) سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود۔ بے شک میں تمہیں اس (کے غضب) سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اسی طرح نہیں آیا ان سے پہلے لوگوں کے پاس کوئی رسول مگر انہوں نے یہی کہا کہ یہ ساحر ہے یا دیوانہ۔ کیا پہلوں نے پچھلوں کو یہی وصیت کی تھی (نہیں) بلکہ یہ لوگ سرکش ہیں''۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ کے بارے فرمایا: اس سے مراد وہ شدید ہوا اور آندھی ہے جو کسی قسم کا نفع نہیں دیتی (1)، حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ وہ ہوا ہوتی ہے جو درختوں میں تلقیح کا عمل نہیں کرتی اور نہ ہی بادلوں کو چلاتی ہے۔ اور اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾ کے تحت فرمایا کہ ہوا نے اسے ہلاک ہونے والی شے کی طرح کر دیا۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ سے مراد ایسی ہوا ہے جس میں نہ برکت ہو نہ منفعت، نہ اس سے بارش ہوتی ہو اور نہ ہی اس کے سبب درختوں کی پیوندکاری ہو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 8، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ایک خاص قسم کی) ہوا دوسری زمین میں محبوس ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو خازن ریح (ہوا پر مقرر فرشتہ) کو حکم دیا کہ وہ ان پر ایسی ہوا بھیجے جو عاد کو ہلاک کر دے۔ تو اس نے عرض کی: اے میرے رب! میں ان پر بیل کے نتھنے کی مقدار (سوراخ سے) ہوا بھیجوں گا۔ تو جبار مطلق نے اسے ارشاد فرمایا نہیں کیونکہ اس سے زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب ختم ہو جائے گا۔ البتہ انگوٹھی کی مقدار (سوراخ سے) ان پر ہوا بھیج دے۔ اور یہی وہ ہوا ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ۔

امام فریابی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ سے مراد ریح نکباء (ٹیڑھی چلنے والی ہوا) ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ سے مراد جنوب سے چلنے والی ہوا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ سے مراد ایسی ہوا جو کسی شے کی پیوند کاری کا فائدہ نہیں دیتی۔ اور كَالرَّمِیْمِ سے مراد ہلاک ہونے والی شے ہے۔(2)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ سے مراد وہ ہوا ہے جو کوئی شے نہیں اگاتی۔ اور اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ کے بارے فرمایا: جس پر وہ ہوا گزرتی تھی تو اسے کھائے ہوئے بوسیدہ درخت کی طرح بنا دیتی۔(3)

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ربیعہ کے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے پاس عاد کے قاصد کا ذکر کیا اور ساتھ عرض کی کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں اس سے کہ میں عاد کے قاصد کی مثل ہو جاؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عاد کا قاصد کون تھا؟ تو میں نے عرض کی میں خبر رکھنے والے کے پاس حاضر ہوں۔ عاد جب قحط میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے ایک سردار کو بھیجا جو بکر بن معاویہ کے پاس اترا۔ تو اس نے اسے شراب پلائی اور دو لونڈیاں اس کے پاس بھنبھناتی رہیں۔ پھر وہ مہرہ کے پہاڑوں کے ارادہ سے نکل پڑا اور کہا: اے اللہ! میں کسی مریض کے لیے تیرے پاس نہیں آیا کہ میں اس کا علاج کروں اور نہ میں کسی قیدی کے لیے آیا ہوں کہ میں اس کا فدیہ دوں۔ پس تو اپنے بندے کو سیراب کر (پلا) جو تو اسے پلا سکتا ہے اور اس کے ساتھ بکر بن معاویہ کو بھی سیراب کر۔ یہ اس کے لیے اس شراب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا جو شراب اس نے اسے پلائی تھی۔ تو اتنے میں اس کے لیے بادل نمودار ہوئے اور اسے کہا گیا: ان میں سے ایک کو پسند کر لے۔ چنانچہ اس نے ان میں سے سیاہ بادل کو اختیار کیا۔ تو اسے کہا گیا: اسے ہلاکت اور مدد کے لیے پکڑ لو۔ جو عاد میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ اور آپ نے بیان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 9
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 10
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 10-9

فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے صرف انگوٹھی کے حلقے کی مقدار ان پر ہوا بھیجی۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿٤٢﴾۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قول باری تعالیٰ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٤٣﴾ میں معین وقت سے مراد تین دن ہیں۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَعَتَوْا یعنی انہوں نے بہت زیادہ سرکشی کی۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿٤٤﴾ تو اچانک ایک خوفناک کڑک نے انہیں پکڑ لیا در آنحالیکہ وہ دیکھ رہے تھے۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہی مفہوم نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ کا معنی ہے پھر انہوں نے اٹھنے کی طاقت نہ رکھی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ کا معنی ہے کہ جب ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تو اس کے سبب پھر انہوں نے اٹھنے کی طاقت نہ رکھی۔ اور وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿٤٥﴾ کے بارے فرمایا: اور نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انکار کرنے کی طاقت رکھی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ میں اید کا معنی قوت ہے۔(4)

امام آدم بن ایاس اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِاَيْىدٍ کا معنی بقوۃ ہے۔ یعنی ہم نے آسمان کو قوت کے ساتھ بنایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿٤٧﴾ کی تفسیر میں فرمایا: ہم یقیناً اس کی مثل آسمان پیدا کر سکتے ہیں۔ اور فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿٤٨﴾ کا معنی ہے ہم کتنے اچھے (فرش) بچھانے والے ہیں۔ یعنی الْمٰهِدُوْنَ ﴿٤٨﴾ بمعنی فارشون ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ کی تفسیر میں فرمایا (کہ ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے) مثلاً کفر اور ایمان، شقاوت اور سعادت، ہدایت اور گمراہی، رات اور دن، آسمان اور زمین، جن اور انسان، خشکی اور تری، سورج اور چاند، صبح اور شام اور اسی طرح تمام چیزیں ہیں۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَتَوَاصَوْا بِهٖ کا معنی ہے کہ کیا ان میں سے پہلے لوگوں نے بعد میں آنے والوں کو جھٹلانے اور تکذیب کی وصیت کی تھی۔(6)

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 130 (3273)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 11
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 12
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 13
6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 14

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾

''پس آپ ان سے رخ انور پھیر لیجئے آپ پر کوئی الزام نہیں۔ اور آپ سمجھاتے رہیے یقیناً سمجھانا اہل ایمان کے لیے فائدہ بخش ہے۔ اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن و انس کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔ نہ طلب کرتا ہوں میں ان سے رزق اور نہ یہ طلب کرتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی (سب کو) روزی دینے والا، قوت والا (اور) زور والا ہے۔ پس ان ظالموں کے لیے عذاب کا ویسا ہی حصہ ہے جیسا ان کے ہم مشربوں کو حصہ ملا تھا پس یہ جلد بازی نہ کریں۔ پس تباہی ہے ان کے لیے جنہوں نے کفر کیا اس دن سے جس کا (ان سے) وعدہ کیا گیا ہے''۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے رخ انور پھیرنے کا حکم دیا۔ تاکہ وہ انہیں عذاب دے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معذور قرار دیا۔ پھر فرمایا: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ پس اس حکم نے پہلے کو منسوخ کر دیا۔

امام اسحاق بن راہویہ، احمد بن منیع اور ہیثم بن کلیب نے اپنی اسانید میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے المختارہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ تو ہم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس نے ہلاک ہونے کا یقین کر لیا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے رخ زیبا پھیرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ تو ہمارے دل خوش ہو گئے اور سکون محسوس ہوا۔

امام ابن راہویہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ کے بارے فرمایا کہ ہم پر اس سے بڑھ کر شدید اور اس سے بڑھ کر عظیم آیت نازل نہیں ہوئی۔ تو ہم نے کہا: یہ تو یقیناً ناراضگی اور نفرت کا اظہار ہے۔ یہاں تک کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ فرمایا: آپ انہیں قرآن کے بارے نصیحت کرتے رہیے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے ہی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے

یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر انتہائی گراں گزری۔ اور وہ یہ خیال کرنے لگے کہ وحی منقطع ہو جائے گی اور عذاب آجائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔(1)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ پس آپ ان سے اعراض فرمالیجئے۔ پھر آپ سے کہا گیا: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور آپ انہیں وعظ و نصیحت فرمائیے۔(2)

ابن منذر نے سلمان بن حبیب محاربی سے یہ قول نقل کیا ہے جو اپنے دل میں نصیحت کی طلب اور اس کے واقع ہونے کی جگہ پائے تو اسے جان لینا چاہیے کہ وہ مومن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ انہیں چاہیے کہ وہ خوشی سے یا مجبوری سے عبودیت کا اقرار کریں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس پر میں نے جن وانس کو پیدا کیا ہے یعنی اپنی طاعت و معصیت اور شقاوت و سعادت میں سے جس پر میں نے انہیں پیدا کیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے وہ شقاوت و سعادت میں سے کسی پر پیدا نہیں کیے گئے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں انہیں رزق دیتا ہوں اور میں انہیں کھلاتا ہوں۔ میں نے انہیں پیدا نہیں کیا مگر اس لیے تاکہ وہ میری عبادت کریں۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ابن آدم! میری عبادت کے لیے فارغ ہو میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کا دروازہ بند کر دوں گا۔ ورنہ تو ایسے کام کرے گا جو تیرے سینے کو مشغول کر دیں گے۔ اور میں تیرے فقر کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔(5)

امام طبرانی نے مسند الشامیین میں، حاکم نے تاریخ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے مسند الفردوس میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا اور جن وانس کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ پیدا میں کرتا ہوں اور وہ عبادت میرے سوا غیروں کی کرتے ہیں۔ اور رزق میں دیتا ہوں اور وہ شکر میرے سوا دوسروں کا ادا کرتے ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 16-15 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 17
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 16 5۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 358، دار صادر بیروت
6۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 134 (4563)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن الانباری نے مصاحف میں، ابن حبان، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت یوں پڑھائی۔ اِنِّیْۤ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ متین کا معنی شدید (یعنی سخت زور والا) ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ذَنُوْبًا کا معنی دلوا یعنی (حصہ) ہے۔ (2)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ کے بارے انہوں نے فرمایا: ان ظالموں کے لیے بھی ویسا ہی عذاب کا حصہ ہے جیسا ان کے ساتھیوں کے لیے عذاب کا حصہ تھا۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مساوی الاخلاق، میں حضرت طلحہ بن عمرو رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان ظالموں کے لیے بھی ان کے ساتھیوں کے عذاب کی مثل ہی عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تمت بالخیر

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 255 (2919)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت